114731 ـ نظر كمزور ہونے كى وجہ سے لينز لگانے كا انكشاف اور كمزور نظر والا بچہ پيدا ہونے كى صورت ميں كيا كيا جائے ؟

سوال

ميرى نظر كمزور ہے اور ميں نظر كى عينك استعمال كرتا ہوں، ميں جو صفات اپنى شريك حيات ميں ديكھنا چاہتا تھا ان ميں يہ بھى شامل تھا كہ اس كى نظر صحيح ہو تا كہ ہمارى نظر ميں توازن پيدا ہو سكے، ليكن عقد نكاح اور رخصتى كے بعد مجھ پر انكشاف ہوا كہ ميرى بيوى ايك آنكھ كى نظر كمزور ہونے اور ٹيڑھى ہونے كى بنا پر لينز لگاتى ہے، ميں نے سوچا كہ يہ تھوڑا سا نقص ہے جو ليزر كے ساتھ دور ہو جائيگا، ليكن كچھ مہينوں كے بعد اسے حمل ہو گيا اور ميں نے ايك ليڈى ڈاكٹر كو چيك كرايا تو اس نے انكشاف كيا كہ اس نے جس آنكھ ميں لينز لگا ركھا ہے وہ بہت ہى زيادہ كمزور ہے اسے صحيح كرنے كے ليے ليزر كے ساتھ علاج كرنا مستحيل ہے.
ہمارے ہاں ايك بيٹا پيدا ہوا جب وہ دو برس كى عمر كا ہوا تو ميں نے اسى ڈاكٹر كو چيك كرايا تو اس نے بچے كى نظر بھى شديد كمزور پائى اور اب وہ نظر كى عينك استعمال كرتا ہے ميں ايك نئے حمل سے خوفزدہ ہوں كہ كہيں اسے بھى يہى نظر كى كمزورى نہ ہو.
ميں آپ كو بتاتا ہوں كہ ميں اس شادى سے خوش نہيں محسوس كرتا ہوں كہ ميرى بيوى نے مجھے دھوكہ ديا ہے كہ اس نے مجھے اس عيب كا بتايا نہيں، اور ہر وقت غمزدہ رہتا ہوں اور اكثر اس كو طلاق دينے كا سوچتا رہتا ہوں، ليكن بيوى اور اپنے بچے كے انجام كا خطرہ ہے كہ كہيں وہ ضائع نہ ہو جائے.
آپ كو بتانا چاہتا ہوں كہ ميں نے يہ شادى استخارہ كر كے كى تھى ليكن جو ہونا تھا وہ ہو چكا، اور اللہ نے جو چاہا كيا جو مقدر تھا وہ ہوا، آپ مجھے كوئى مشورہ ديں كيونكہ ميں بہت زيادہ پريشان ہوں، اللہ تعالى آپ كى حفاظت فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہم آپ كو مشورہ ديتے ہيں كہ آپ اپنى بيوى كو اپنے پاس ركھيں اور اسے طلاق دينے كا مت سوچيں، اور اس كے

متعلق اللہ سے ڈریں، اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ اور حسن سلوک کریں اور آپ دونوں اپنی اولاد کی تربیت کا خیال کریں تا کہ اسے اللہ تعالی کی اطاعت اور احسان کی پرورش کریں کیونکہ بچوں کی اچھی تربیت ایک ایسا بہت اور اچھا عمل ہے جو وہ اپنے رب کے سامنے پیش کرتا ہے.

اور انسان کو علم نہیں کہ اس کے لیے اور اس کے خاندان اور گھر والوں کے کہاں خیر و بھلائی ہے، ہو سکتا ہے اس کے لیے یہ بہت بڑی خیر ہو جو اللہ نے اسے دی ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں ان کی آزمائش اور ابتلاء ہو جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس میں جو دل چاہتا ہے کہ اس کا مالک بنے اس میں فتنہ ہو اور اس میں ایسی بھی ہے جسے ہم روک نہیں سکتے.

ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اس کی اولاد خوبصورت ہو اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا کرنا شریعت کے مخالف نہیں ہے، کیونکہ ایک مباح کی تمنا کر رہا ہے، لیکن جب اللہ تعالی نے اس کے مقدر میں کوئی دوسری چیز کر دی تو پھر مسلمان کے لیے اللہ تعالی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے، اسے علم نہیں کہ اللہ تعالی نے اس کو اور اس کی اولاد خوبصورتی نہ دے کر فتنہ و غرور اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے میں سے کیا چیز کو دور کیا ہے.

اسی لیے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ اللہ تعالی ہماری خلقت کی بنا پر ہمیں اجروثواب اور سزا نہیں دیگا، بلکہ سزا و اجروثواب تو عمل اور اخلاق کی بنا پر ہو گا.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بلاشبہ اللہ تعالی تمہاری شکلوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا، بلکہ اللہ تعالی تو تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2564).

ذرا غور کریں درج ذیل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خوبصورتی کے آثار بتائیں ہیں کہ کس طرح خوبصورت شخص کو اپنے آپ پر گھمنڈ ہوا اور وہ اچھا و خوبصورت سمجھنے لگا اور پھر اسی وجہ سے اس کی دنیاوی و اخروی ہلاکت ہو گئی.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ايك شخص اپنے جبہ ميں چل رہا تھا اور اسے اپنا آپ اچھا لگنے لگا اس نے اپنے بال كنگھى كيے ہوئے تھے كہ اللہ تعالى نے اسے زمين ميں دھنسا ديا اور وہ قيامت تك زمين ميں ہى دھنستا رہے گا "

صحيح بخارى حديث نمبر (5452) صحيح مسلم حديث نمبر (2088).

اللہ تعالى كى كتاب قرآن مجيد كے بارہ ميں اوپر ہم ايك بار عام اور ايك بار خاص كر بيوى كے متعلق كلام كر چكے ہيں اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور ممكن ہے كہ تم كسى چيز كو برا سمجھو اور دراصل وہى تمہارے ليے بھلى ہو اور يہ بھى ممكن ہے كہ تم كسى چيز كو اچھى سمجھو حالانكہ وہ تمہارے ليے برى ہو حقيقى علم اللہ ہى كو ہے، تم محض بے خبر ہو البقرة (216).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

تم ان كے ساتھ اچھے طريقے سے بودوباش ركھو، گو تم انہيں ناپسند كرو، ليكن بہت ممكن ہے كہ تم كسى چيز كو برا جانو اور اللہ تعالى اس ميں بہت ہى بھلائى كر دے النساء (19).

حافظ ابن كثير رحمہ اللہ كہتے ہيں:

يعنى: ہو سكتا ہے كہ تمہارا ان كو ناپسند كرنے كے باوجود انہيں اپنے ساتھ ركھنے پر صبر كرنا تمہارے ليے دنيا و آخرت كے ليے بہتر ہے، جيسا كہ اس آيت كے بارہ ميں ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما كہتے ہيں:

" وہ اس پر نرمى كرے اور اس سے اس كا بيٹا پيدا ہو جائے اور اس بچے ميں اس كے ليے خير كثير ہو گى.

صحيح حديث ميں ہے:

" كوئى بھى مومن مرد كسى مومن عورت سے بغض نہ ركھے اگر وہ اس كى كوئى خصلت سے ناراض ہو گا تو كسى دوسرى خصلت سے راضى ہو جائيگا "

ديكھيں: تفسير ابن كثير (2 / 243).

دوم:

ہم آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ نے اپنی بیوی میں جو عیب پایا ہے اگر وہ ان میں عیوب میں سے ہوتا جس کی بنا پر آپ کے لیے نکاح فسخ کرنا اور آپ نے اسے جو کچھ دیا ہے وہ واپس لینا جائز ہوتا تو پھر آپ کے لیے اب اس حق کا مطالبہ کرنا جائز نہ تھا؛ کیونکہ آپ نے اس پر راضی ہو کر اس حق کو ساقط کر دیا تھا، اور آپ نے اس پر صبر کیا تھا اور اسے برداشت کر لیا تھا.

تو پھر کیا ہو گا جب آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ ان عیوب میں شامل ہے جس سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور آپ نے جو کچھ دیا ہے اسے واپس لینا جائز ہے یہ مسئلہ علماء میں اختلافی مسئلہ شمار ہوتا ہے.

اور علماء کے اقوال میں صحیح قول یہ ہے کہ یہ حکم ان عیوب کا ہو گا جو نفرت کا باعث ہیں، اس کے علاوہ کسی عیب میں نہیں، اور علماء کا اتفاق ہے کہ جب اس کا علم ہو جائے اور وہ اس پر راضی ہو جائے تو یہ حق ساقط ہو جاتا ہے.

اس سلسلہ میں اہل علم کی کلام کا مطالعہ کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (103411) کے جواب دیکھیں.

ہم آپ کو یہی مشورہ دیتے ہیں، اور اللہ تعالی نے آپ کے لیے طلاق دینا مشروع کیا ہے، اور اگر آپ اسے اچھے اور احسن طریقہ سے رکھنا چاہتے ہیں اور اسے اس کے حقوق دینا چاہتے ہیں اور اپنی زندگی سے غم و ندامت دور کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ ہم آپ سے یہی چاہتے ہیں اور ان شاء اللہ آپ سے امید بھی کرتے ہیں تو آپ اس پر عمل کریں جو ہم نے آپ کو نصیحت کی ہے، اور آپ زیادہ بچے پیدا کرنے کی کوشش کریں اور معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں، اور ڈاکٹر حضرات کی باتوں پر دھیان مت دیں کیونکہ اولاد کی صفات اس غیب میں سے ہیں جس کا علم صرف اللہ عزوجل کو ہے کسی اور کو نہیں.

اور اگر آپ کا بیوی کو اپنی عصمت میں باقی رکھنا نئے سرے سے ندامت کا باعث بنے اور غمزدہ کرے اور آپ اسے اس کے حقوق نہ دے سکیں تو پھر آپ کے لیے اسے اپنے پاس رکھنا حلال نہیں بلکہ اسے طلاق دینا واجب ہو جائيگا، اور آپ کے لیے اس کو اس کے سارے مالی حقوق ادا کرنا ضروری ہونگے.

شیخ عبد الرحمن السعدی رحمہ اللہ درج ذیل فرمان باری تعالی کی تفسیر میں کہتے ہیں:

تم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو، گو تم انہیں ناپسند کرو، لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالی اس میں بہت ہی بھلائی کر دے النساء (19).

يعنى: تمہارے - اے خاوندوں - ليے ضرورى ہے كہ تم اپنى بيويوں كو ناپسند كرنے كے باوجود اپنے پاس ركھو؛ كيونكہ اس ميں بہت بڑى خير ہے، اس ميں اللہ كے حكم كى پيروى اور اس پر عمل كرنا، اور اللہ كى وصيت كو قبول كرنا جس ميں دنيا و آخرت كى سعادت پائى جاتى ہے.

اور اس ميں يہ بھى شامل ہے: بيوى سے محبت نہ ہونے كے باوجود اپنے آپ كو اس كے ساتھ ركھنے پر مجبور كرنے ميں نفس كے ساتھ جہاد اور اخلاق حميدہ اختيار كرنا ہے، اور ہو سكتا ہے وہ كراہت و ناپسنديدگى ختم ہو جائے، اور بيوى سے محبت كرنے لگو، جيسا كہ عام طور پر واقع بھى ہے، اور يہ بھى ہو سكتا ہے كہ اس سے نيك و صالح بيٹا پيدا ہو جائے جو دنيا و آخرت ميں والدين كو فائدہ دے.

اور يہ سب كچھ اسى صورت ميں ہو سكتا ہے جب خاوند بيوى كے ليے اپنے پاس ركھنا ممكن ہو اور اس ميں كوئى مانع نہ ہو، اور اگر عليحدگى اور جدائى كے بغير كوئى چارہ نہ ہو اور بيوى كو اپنے پاس ركھنا ممكن نہ ہو تو پھر اسے اپنى عصمت ميں ركھنا لازم نہيں.

ديكھيں: تفسير السعدى (172).

واللہ اعلم .